نعمتِ اعتکاف کی قدر

اور

محاسبہ اور یکسوئی کی اہمیت

حضرت مولانا محمد سلیم دھورات صاحب دامت برکاتہم

بانی و شیخ الحدیث اسلامک دعوہ اکیڈمی، لیسٹر، یو کے

at-tazkiyah

تفصیلات

کتاب کا نام	:	نعمتِ اعتکاف کی قدر اور محاسبہ اور یکسوئی کی اہمیت
صاحبِ وعظ	:	حضرت مولانا محمد سلیم دھورات صاحب دامت برکاتہم
تاریخِ وعظ	:	رمضانُ المبارک ۱۴۳۱؁ھ - مطابق اکتوبر ۲۰۱۰؁ء
مقامِ وعظ	:	مسجد النور، لیسٹر، یو کے
تقریب	:	اعتکافِ رمضان
تاریخِ اشاعت	:	ذوالحجّہ ۱۴۳۹؁ھ - مطابق اگست ۲۰۱۸؁ء
ناشر	:	دارالتزکیہ، لیسٹر، یو کے
ای میل	:	publications@at-tazkiyah.com
ویب سائٹ	:	www.at-tazkiyah.com

ملنے کا پتہ

Islāmic Da'wah Academy,
120 Melbourne Road, Leicester
LE2 0DS. UK.
t: +44 (0)116 2625440
e: info@idauk.org

فہرست

نعمتِ اعتکاف کی قدر اور محاسبہ اور یکسوئی کی اہمیت ۵
اعتکاف کے فضائل ۵
قدم یہ اُٹھتے نہیں ہیں اُٹھائے جاتے ہیں ۷
نعمتِ الٰہی کی قدر کریں ۷
محاسبۂ نفس کی اہمیت ۹
اپنے عیوب پر نظر ۹
اپنی اصلاح کی فکر ۱۰
نہ تھی حال کی جب ہمیں اپنی خبر ۱۰
نفس اور شیطان کا ایک خطرناک مکر ۱۱
محاسبہ کا فائدہ ۱۲
اللہ تعالیٰ کو کیا منہ دکھائیں گے ۱۳
سب سے زیادہ مبارک گھڑی ۱۳
اختلاط سے پرہیز ۱۵
یکسوئی کی ضرورت ۱۶
اعتکاف کی نیتیں ۱۷
حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید کا واقعہ ۱۸
اگر تو نے میرا مقدّر نہ بدلا ۱۹
ماٰخذ و مراجع ۲۱

شکر ہے تیرا خدایا، میں تو اس قابل نہ تھا
تُو نے اپنے گھر بلایا، میں تو اس قابل نہ تھا

خاص اپنے در کا رکھا تُو نے اے مولا مجھے
یوں نہیں در در پھرایا، میں تو اس قابل نہ تھا

میری کوتاہی کہ تیری یاد سے غافل رہا
پر نہیں تُو نے بھلایا، میں تو اس قابل نہ تھا

میں کہ تھا بے راہ، تُو نے دستگیری آپ کی
تُو ہی مجھ کو راہ پہ لایا، میں تو اس قابل نہ تھا

حضرت شاہ نفیس صاحب رحمۃ اللہ علیہ

نعمتِ اعتکاف کی قدر اور محاسبہ اور یکسوئی کی اہمیت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ الْأَنْبِيَاءِ، وَعَلٰى اٰلِهِ الْأَصْفِيَاءِ وَأَصْحَابِهِ الْأَتْقِيَاءِ، أَمَّا بَعْدُ: فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، ﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ﴾ (إبراهيم: ۷)

رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِي، وَيَسِّرْ لِي أَمْرِيْ، وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِنْ لِسَانِيْ، يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ. سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا إِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ. اَللّٰهُمَّ انْفَعْنَا بِمَا عَلَّمْتَنَا وَعَلِّمْنَا مَا يَنْفَعُنَا. إِنَّ اللّٰهَ وَمَلائِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ، يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا، اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَأَتْبَاعِهٖ وَأَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّاتِهٖ.

اللہ تعالیٰ کا ہم بندوں پر بہت بڑا احسان ہوا کہ اس نے ہمیں اپنے گھر میں ایک اہم سنّت کی ادائیگی کی غرض سے آنے کی توفیق عطا فرمائی، اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ وَلَكَ الشُّكْرُ۔

اعتکاف کے فضائل

یہ وہ سنّت ہے جس کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مدنی زندگی میں بہت اہتمام فرمایا ہے، احادیث میں اس کی بڑی فضیلتیں وارد ہوئی ہیں، آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے کہ اعتکاف کرنے والا گناہوں سے محفوظ رہتا ہے اور اس کے لئے وہ تمام نیکیاں لکھی جاتی ہیں جو نیکی کرنے والا

کرتا ہے۔[1]

سبحان اللہ! اعتکاف کے کتنے عظیم فائدے ہیں! ایک یہ کہ گناہوں سے حفاظت ہو جاتی ہے اور دوسرا یہ کہ اعتکاف کی وجہ سے مریض کی عیادت اور جنازے میں شرکت وغیرہ جن نیک اعمال کو معتکف نہیں کر سکتا، ان کا اجر و ثواب بغیر کئے ہی اسے ملتا رہتا ہے۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے ایک دن کا اعتکاف کرتا ہے، تو حق تعالیٰ شانہٗ اس کے اور جہنّم کے درمیان تین خندقیں آڑ فرما دیتے ہیں جن کی مسافت آسمان اور زمین کے درمیان کی مسافت سے زیادہ چوڑی ہے۔[2]

اللہ اکبر! کتنا بڑا احسان ہے ربِّ اکرم کا! اس نے ہمیں کتنی عظیم نعمت سے سرفراز فرمایا! اس وقت ہمارے شہر میں، ملک میں، دنیا میں ایسے بے شمار افراد ہوں گے جو فارغ بھی ہیں اور صحت مند بھی، مگر انہیں اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضری نصیب نہیں ہوئی، انہیں اللہ تعالیٰ کے گھر میں نہیں بلایا گیا، ہم لوگوں پر اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور حاضری کی سعادت نصیب فرمائی، اس پر ہم جتنا شکر ادا کریں کم ہے۔

میرے بھائیو! یہ خیال ہرگز نہ آئے کہ ہم لوگ اپنی مرضی سے آئے ہیں، اس در پر حاضری کی سعادت اسی کو حاصل ہوتی ہے جس پر ربِّ اکرم فضل فرماتے ہیں۔

ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

---

[1] سنن ابن ماجه، كتاب الصيام، باب ثواب الإعتكاف، ح(۱۷۶۸)

[2] شعب الإيمان، كتاب الصيام، فصل في من فطّر صائماً، ح(۳۹۶۵)

یہ سعادت اپنے بازو کی طاقت اور زور سے نہیں ملتی، جب تک کہ اللہ
تعالیٰ نہ عطا فرمائیں۔

قدم یہ اُٹھتے نہیں ہیں، اُٹھائے جاتے ہیں

ایک آقا اور غلام دونوں سفر کر رہے تھے، دورانِ سفر اذان ہوئی، غلام آقا سے اجازت لے کر مسجد میں چلا گیا اور آقا اس کے انتظار میں مسجد کے دروازے پر بیٹھ گیا، نماز سے فراغت پر لوگ ایک ایک کر کے نکل گئے، مگر غلام نہیں نکلا، اس کا آقا انتظار کر کے تھک گیا اور مسجد کے اس حصّے میں داخل ہوا جہاں جوتے نکالے جاتے ہیں اور وہاں سے پکار کر کہا کہ بھائی! میں کب سے تیرے انتظار میں بیٹھا ہوں، نکلتا کیوں نہیں؟ غلام نے جواب دیا کہ مجھے آنے نہیں دیتا۔ آقا نے پوچھا کہ کون نہیں آنے دیتا؟ غلام نے کہا کہ وہی جو تمہیں اندر نہیں آنے دیتا۔

مری طلب بھی اسی کے کرم کا صدقہ ہے
قدم یہ اُٹھتے نہیں ہیں اُٹھائے جاتے ہیں

نعمتِ الٰہی کی قدر کریں

میرے عزیزو! اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے ہماری تمام تر نااہلیت کے باوجود بغیر کسی استحقاق کے ہم غلاموں کو اتنی بڑی نعمت عطا فرمائی، سوچو کہ یہ کتنا بڑا انعام ہے اور ہمیں اس کی کتنی قدر کرنی چاہئے، یاد رکھو! ناقدری کی صورت میں بڑی محرومی ہوگی، وہ غلام کتنا نالائق ہوگا جس پر آقا اس کے غیر مستحق ہونے کے باوجود احسان کرے اور وہ اس احسان کی قدر نہ کرے۔

میرے بھائیو! کسی بھی نعمت کی کماحقہٗ قدردانی کے لئے یہ استحضار ضروری ہے کہ یہ نعمت

اللہ تعالیٰ نے مجھے بغیر استحقاق کے عطا فرمائی ہے، اس سے ان شاء اللہ تعالیٰ قدردانی کی توفیق بھی نصیب ہوگی اور عجب وتکبّر سے حفاظت بھی رہے گی، آقا غلام کو اپنے ساتھ بٹھا کر کھانا کھلائے تو وہ یقیناً اس سعادت پر خوشی محسوس کرے گا، لیکن عجب وتکبّر میں مبتلا نہیں ہو گا، اس لئے کہ اسے اپنی حقیقت خوب معلوم ہے، وہ جانتا ہے کہ میری یہ حیثیت کہاں کہ میں آقا کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھاؤں، ٹھیک اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ہمیں بھی ہمارے غیر مستحق ہونے کے باوجود اپنے گھر بلایا اور اپنا مہمان بنایا، یہ خوشی کی بات تو ہے کہ ربِّ اکرم کی کرم نوازی ہو رہی ہے، مگر عجب تھوڑا سا بھی پیدا نہیں ہونا چاہئے اس لئے کہ ہم جانتے ہیں کہ ہمیں یہ نعمت بغیر استحقاق کے ملی ہے، هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ، یہ میرے رب کا فضل ہے، اور جب تک یہ استحضار رہے گا ان شاء اللہ تعالیٰ قدردانی کی توفیق بھی نصیب ہوتی رہے گی، یہ خیال آتا رہے گا کہ گو ہم اس قابل نہیں تھے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کا مہمان بنایا جاتا، لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ سعادت بخشی، اور جب یہ بات ہے تو ہم اعتکاف کے ان دس دنوں کی خوب قدر کریں گے اور ہم پوری کوشش کریں گے کہ ہمارا ایک لمحہ بھی ضائع نہ ہو۔

ہم زیادہ سے زیادہ وقت عبادت میں گزاریں گے، سیکھنے سکھانے میں مشغول رہیں گے، تلاوت کریں گے، ذکر کا اہتمام کریں گے، اپنی گزشتہ زندگی کا جائزہ لیں گے، جو اچھائیاں نظر آئیں گی ان پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں گے، بُرائیوں سے پوری ندامت کے ساتھ توبہ کریں گے اور بقیہ زندگی کو مجاہدہ کے ساتھ، نفس کی مخالفت کرتے ہوئے اور سیدھی راہ پر چلتے ہوئے گزاریں گے۔

محاسبۂ نفس کی اہمیت

یہاں یہ بھی عرض کرتا چلا جاؤں کہ اپنی زندگی کا جائزہ لیتے رہنا بہت ہی اہم اور ضروری ہے، اسے محاسبۂ نفس کہتے ہیں، یہ ضروری بھی ہے اور کارآمد بھی، وہ طالب اپنے مقصد میں بہت جلد کامیابی حاصل کر لیتا ہے جو ہر وقت اپنی زندگی کے قیمتی لمحات کا جائزہ لیتا رہے، اسے جہاں کوتاہی نظر آئے اصلاح کی کوشش کرے، اپنے شیخ کی طرف رجوع کرے اور ان سے شرعی رہنمائی حاصل کر کے اس کے مطابق عمل کرے، ایسا شخص روحانی امراض سے نجات حاصل کرنے میں بہت جلد کامیاب ہو جاتا ہے، اس کے برعکس وہ شخص جو محاسبۂ نفس کا اہتمام نہیں کرتا، جو اپنے نفس پر کڑی نظر نہیں رکھتا اور اپنے عیوب سے غفلت برتتا ہے، وہ اپنے مقصد میں کامیابی سے ہم کنار نہیں ہوتا، اس لئے محاسبہ کو اپنے اوپر لازم کر لو اور وقت مقرّر کر کے روزانہ اس کا اہتمام کرو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

حَاسِبُوْا أَنْفُسَكُمْ قَبْلَ اَنْ تُحَاسَبُوْا[۱]

تم اپنا محاسبہ کرو اس سے پہلے کہ قیامت کے دن تمہارا حساب لیا جائے۔

اپنے عیوب پر نظر

محاسبہ کا اہتمام کرو، اپنے عیوب کو ڈھونڈو اور دوسروں کے عیوب سے اپنی آنکھیں بند کر لو، آج کل یہ ایک بڑا مرض ہے کہ ہم اپنے عیوب سے غافل رہتے ہیں اور دوسروں کے عیوب کی جستجو میں لگے رہتے ہیں، جو شخص اپنے عیوب سے غافل رہ کر دوسروں کے عیوب کی

---

[۱] مصنّف ابن أبي شيبة، كتاب الزهد، ح(۳۵۶۰۰)

جستجو میں لگا رہتا ہے وہ نقصان اور خسارے میں رہتا ہے، ایسے شخص کی اصلاح نہیں ہوتی اور وہ اپنے مقصد میں ناکام ہی رہتا ہے، ہوشیار اور عقلمند وہ ہے جو دوسروں کے عیوب سے اپنی آنکھیں بند کر کے اپنا محاسبہ کرتا رہے، اپنے عیوب کو تلاش کرتا رہے اور ان کی درستگی کی فکر میں لگا رہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائیں۔ (آمین)

اپنی اصلاح کی فکر

میرے عزیزو! اللہ تعالیٰ نے ہم لوگوں پر بڑا فضل فرمایا، مختلف مزاج اور مختلف طبیعتوں کے کئی افراد کو سنّتِ نبوی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی نسبت پر ایک جگہ جمع فرمایا، سب دین سیکھنے کی غرض سے، اللہ تعالیٰ کی معرفت و محبت حاصل کرنے کی غرض سے، اللہ تعالیٰ سے تعلّق کی دولت حاصل کرنے کی غرض سے، سنّتِ نبوی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی اتّباع کی غرض سے دور دور سے آئے ہیں، ان اغراض کو خوب ذہن نشین کرلو اور ان کو حاصل کرنے میں پوری کوشش خرچ کرو، یہ دس دن کا اعتکاف اپنی اصلاح کی فکر میں گزرے۔

ہسپتال میں داخل ہونے والے مریض کو سب سے زیادہ اپنی فکر ہوتی ہے، وہ برابر اپنی بیماری اور اس کے علاج کی فکر میں لگا رہتا ہے، اور اس بات کا جائزہ لیتا رہتا ہے کہ میری بیماری کا علاج ہو رہا ہے یا نہیں؟ افاقہ ہو رہا ہے یا نہیں؟ میرے بھائیو! ہم بھی روحانی مریض ہیں اور یہاں شفا حاصل کرنے کے لئے آئے ہیں، ہمیں اپنا محاسبہ کرنا ہے، دوسروں کے عیوب سے آنکھیں بند کر کے اپنی بیماریوں کو تلاش کرنا ہے اور ان کے علاج کی فکر کرنی ہے۔

نہ تھی حال کی جب ہمیں اپنی خبر

اگر ہم اخلاص اور صحیح فکر کے ساتھ اس کام کی طرف توجّہ کریں گے تو بہت جلد ہمیں معلوم

ہو جائے گا کہ اس مجمع میں نہیں، اس بستی میں نہیں، اس ملک میں نہیں، بلکہ اس جہان میں مجھ سے بُرا کوئی نہیں ہے، مغل سلطنت کے آخری بادشاہ، بہادر شاہ ظفر نے کہا تھا:

نہ تھی حال کی جب ہمیں اپنی خبر
رہے دیکھتے لوگوں کے عیب و ہنر
پڑی اپنی بُرائیوں پر جو نظر
تو جہاں میں کوئی بُرا نہ رہا

میرے بھائیو! ہم دوسروں کے عیوب سے نظر ہٹا کر اپنی زندگیوں کا جائزہ لیں اور اپنا محاسبہ کریں تا کہ ہمیں اپنی حقیقت اور حیثیت معلوم ہو جائے، اس سے ان شاء اللہ تعالیٰ عجب اور تکبّر کا خاتمہ ہوگا، اپنی نا اہلیت کا احساس پیدا ہوگا، باطنی امراض نظر آئیں گے، اصلاح کی فکر پیدا ہوگی اور نتیجہ ان شاء اللہ تعالیٰ یہ ہوگا کہ زندگی بُری خصلتوں سے پاک ہو جائے گی۔

نفس اور شیطان کا ایک خطرناک مکر

میرے عزیزو! نفس اور شیطان ہمیں محاسبہ سے بہت دور رکھتے ہیں، ان کا ایک خطرناک مکر یہ ہے کہ وہ ہمیں ہماری اپنی بُرائیوں کی طرف متوجّہ نہیں ہونے دیتے، وہ ہمیں ہماری اچھائیاں ہی دکھاتے رہتے ہیں، کسی بھی عمل کے بعد اس کے اچھے پہلوؤں کو اجاگر کرتے ہیں اور بُرے پہلوؤں پر پردہ ڈال دیتے ہیں، مثلاً یہاں سے جانے کے بعد ہماری نظر ہمارے اعتکاف، ہماری تلاوت، ہماری نماز اور دیگر اچھے اعمال کی طرف تو جائے گی، مگر جن کوتاہیوں میں وقت ضائع ہوا ان کی طرف بالکل توجّہ نہیں ہوگی، اس مکر کے ذریعے وہ ہمیں اس خوش فہمی میں مبتلا رکھتے ہیں کہ تو بڑا دین دار ہے، اور ظاہر ہے کہ اس کا نتیجہ اصلاح

سے غفلت اور اس میں ناکامی ہے، اس مکر اور دھوکے سے بچنے کا علاج محاسبہ ہے، جو اہتمام سے محاسبہ کرے گا اس کے سامنے اس کی اپنی حقیقت کھل کر سامنے آجائے گی اور وہ اپنی حیثیت پہچان لے گا، اور جب اپنی حیثیت معلوم ہوگی تو اصلاح کی فکر نصیب ہوگی اور اس کے لئے کوشش کی توفیق ملے گی۔

محاسبہ کا فائدہ

میں نے ایک مرتبہ اپنے ایک دوست کو محاسبہ کی بہت تاکید کی، کچھ دنوں کے بعد کہنے لگے کہ مجھے بہت نفع ہوا، محاسبہ کی برکت سے ایک ایسی بُرائی کی طرف توجّہ ہوئی جس کو کرنے کا ایک شریف آدمی تصوّر بھی نہیں کرسکتا، اور میں لاشعوری طور پر اسے ایک لمبے عرصے سے کرتا چلا آرہا ہوں، کہنے لگے کہ مجھے اپنی بات چیت میں بلا وجہ جھوٹ بولنے کی عادت ہے، مجھے اس بیماری کا اس وقت تک احساس نہیں ہوا جب تک محاسبہ نہیں کیا، یہ کئی سال پرانا مرض محاسبہ کی برکت سے ظاہر ہوا۔

اب دیکھئے کہ جھوٹ کتنا بڑا گناہ ہے، تمام مذاہب میں ممنوع اور مذموم ہے، دنیا کا کوئی بھی شریف اور عقلمند انسان اس کے جواز کا قائل نہیں ہوگا، آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اس سے بچنے کی بہت تاکید فرمائی ہے، اور اس حد تک کہ کسی بچے کو خواہ مخواہ کچھ دینے کا وعدہ کر کے بہلانا بھی جھوٹ میں شامل بتلایا گیا، احادیث کی کتابوں میں ایک واقعہ ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ایک دن حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ کے گھر میں تشریف فرما تھے، یہ ابھی بچّے تھے، ان کی والدہ نے انہیں بلاتے ہوئے کہا کہ ادھر آ، میں تجھے کچھ دوں گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے پوچھا کہ تم نے اس بچّے کو کیا چیز دینے کا ارادہ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ میں نے ایک

کھجور دینے کا ارادہ کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اس بچے کو کچھ نہ دیتیں تو اللہ تعالیٰ کے یہاں جھوٹ لکھا جاتا۔[1]

بے شمار لوگ ایسے ہیں جنہیں خواہ مخواہ جھوٹ بولنے کی عادت ہوتی ہے اور انہیں احساس تک نہیں ہوتا، اسی طرح اور بھی بے شمار بُرائیاں ہیں جن کا یہی حال ہے، اگر محاسبۂ نفس کا اہتمام رہا تو ان سب کا پتا چلے گا اور آگے ان شاء اللہ تعالیٰ اصلاح کی راہیں کھلیں گی، اس لئے میرے عزیزو، محاسبہ کا اہتمام کرو، روزانہ اپنا جائزہ لو اور اپنی اصلاح کی فکر کرو۔

اللہ تعالیٰ کو کیا منہ دکھائیں گے

میرے بھائیو! تھوڑی دیر کے لئے سوچو! اگر بہتان، غیبت، حسد، کینہ، بغض، بدنظری، شہوت پرستی وغیرہ امراض کے ساتھ دنیا سے گئے تو اللہ تعالیٰ کو کیا منہ دکھائیں گے؟ میرے عزیزو! اسی وقت عزم کرو کہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں تمام رذائل سے پاک ہو کر جانا ہے، یہ عزم کر کے کوشش میں لگ جاؤ اور کوشش کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے عاجزی کے ساتھ مدد طلب کرتے رہو، وہ رحیم وکریم آقا ضرور بیڑا پار لگا دے گا۔

سب سے زیادہ مبارک گھڑی

عرض یہ کر رہا تھا کہ اس نعمتِ اعتکاف کی قدر کرو، یہ دس دن اس طرح گزارو کہ حق تعالیٰ شانہ راضی ہو جائیں اور اپنا خاص تعلّق نصیب فرمادیں، صدقِ دل سے توبہ کرو، اس لئے کہ وہ گھڑی بہت مبارک ہوتی ہے جس میں بندہ توبہ کر کے اللہ تعالیٰ کے ساتھ صلح کر لیتا ہے۔

---

[1] سنن أبي داود، كتاب الأدب، باب في النهي عن الكذب، ح(۴۹۹۲)

ایک شخص شبِ قدر پالے مگر اللہ تعالیٰ کی مغفرت حاصل نہ کر سکے تو وہ رات اس کے حق میں مبارک ثابت نہیں ہوئی، اسی طرح کسی کو مکّہ مکرّمہ کا قیام نصیب ہو جائے لیکن وہ وہاں رہ کر اللہ تعالیٰ سے تعلّق نہ جوڑ سکے تو یہ قیام اس کے حق میں مبارک ثابت نہیں ہوا، اور ایک دوسرا شخص ہند یا سندھ میں ہے، نہ گھڑی مبارک نہ جگہ، مگر اللہ تعالیٰ کا فضل ہوا اور اس نے پوری ندامت کے ساتھ آنسو بہا کر التجا کی کہ اے اللہ! آج کے بعد کبھی بھی تیری نافرمانی نہیں کروں گا، مجھے معاف فرمادے۔ یہ جگہ اور یہ گھڑی اس توبہ کرنے والے کے حق میں بہت مبارک ہے، اس لئے کہ اس گھڑی میں اور اس جگہ میں اس نے اپنے رب سے صلح کر کے دوستی کر لی، اس لئے میرے بھائیو، عزمِ مصمّم کے ساتھ تمام گناہوں سے توبہ کرلو، اور ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ سے استقامت کے لئے گڑگڑا کر التجا کرو۔

عزیزو! اعتکاف کا ایک لمحہ بھی ضائع نہیں کرنا ہے، ہمارے لئے جو نظام بنایا گیا ہے اس کے مطابق ہمیں چلتے رہنا ہے، ساتھ ساتھ اپنا جائزہ بھی لیتے رہنا ہے، دوسروں کے عیوب سے اپنی آنکھیں بند رکھنی ہے اور اپنی خود کی فکر کرنی ہے، ہماری کوشش یہ رہنی چاہئے کہ ہم اپنی حقیقت اور حیثیت کو پہچان لیں۔

مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ

جس نے اپنی حقیقت پہچان لی اس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔

ہم اپنے عیوب سے واقف ہو کر ان کی اصلاح کی فکر کریں تا کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کا تعلّق نصیب ہو۔

اختلاط سے پرہیز

ایک اور بات جو سالکین اور معتکفین کے لئے بہت اہم اور ضروری ہے وہ اختلاط سے بچنا ہے، ملنا جلنا، بات چیت، مجلسیں، گپ شپ وغیرہ سے خوب بچو اور اپنے کام میں لگے رہو، حضرت مولانا منظور نعمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اعتکاف کی حقیقت یہ ہے کہ بندہ شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے اپنے کو مخلوق سے کاٹ کر صرف خالق کی طرف متوجّہ کر کے مسجد میں اس کے در پے پڑ جائے اور اسی کی عبادت اور ذکر وفکر میں مشغول رہے۔[1] نماز، ذکر، تلاوت، دعا وغیرہ اس دھیان کے ساتھ کرتا رہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے حضور میں ہوں۔

ہمارے حضرت شیخ، قطب الاقطاب حضرت اقدس مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ایک بات میں نے اپنے مشفق استاذ، مرشدی حضرت مولانا ہاشم صاحب دامت برکاتہم سے کئی بار سنی کہ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ رمضان المبارک میں معتکفین سے فرماتے تھے کہ اور مشائخ کے یہاں تو بہت کچھ مجاہدات ہوا کرے، میرے یہاں کوئی مجاہدہ نہیں ہے، خوب کھاؤ، خوب پیؤ، خوب سوؤ، مگر باتیں مت کرو، میرے یہاں بات کرنا بہت بڑا جرم ہے۔ حضرت مولانا ہاشم صاحب دامت برکاتہم نے یہ بھی فرمایا کہ حضرت مولانا علی میاں ندوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے اس ارشاد کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ کھانے پینے اور سونے کی حد ہے، مگر بولنے کی کوئی حد نہیں۔

میرے دوستو! یہ زبان چلتی ہی رہتی ہے، جہاں دو آدمی بات کرنے لگے وہاں شیطان

---

[1] معارف الحدیث: ۳۵۷/۴

آجاتا ہے اور کسی طرح غیبت بہتان وغیرہ گناہوں میں مبتلا کر کے روزے کا ثواب بھی ضائع کر دیتا ہے اور شبِ قدر کی فضیلت سے بھی محروم کر دیتا ہے، حدیث میں ارشاد ہے:

كَمْ مِنْ صَائِمٍ لَيْسَ لَهٗ مِن صِيَامِهٖ اِلَّا الظَّمَأُ وَ كَمْ مِنْ قَائِمٍ لَيْسَ لَهٗ مِنْ قِيَامِهٖ اِلَّا السَّهَرُ[1]

بہت سے روزہ دار ایسے ہیں جنہیں ان کے روزے سے سوائے پیاسا رہنے کے کچھ حاصل نہیں ہوتا، اور بہت سے شب بیدار ایسے ہیں جنہیں سوائے بیداری کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

اسی وجہ سے حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ اختلاط اور بات چیت سے منع فرماتے تھے، شیطان ہمیں روزے، اعتکاف اور شبِ قدر کے اجر سے محروم کرنے کے لئے بات چیت کے ذریعے غیبت وغیرہ گناہوں میں مبتلا کر دیتا ہے اور ہم برکات سے محروم رہتے ہیں، اس لئے ہمیں پوری یکسوئی کے ساتھ اپنی اصلاح کی فکر میں لگے رہنا چاہئے، اپنے آپ کو اختلاط سے خوب بچانا چاہئے، اِدھر اُدھر دوسری چیزوں کی طرف بالکل توجّہ نہیں کرنی چاہئے اور اپنی ذات کو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی طرف متوجّہ رکھنا چاہئے۔

یکسوئی کی ضرورت

یہ یکسوئی بھی بڑی نعمت ہے، راہِ سلوک میں ترقّی کے لئے اور اللہ تعالیٰ کی نسبت کے حصول کے لئے یہ بہت ضروری ہے، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی طبیعت میں نزولِ وحی سے پہلے خلوت کو محبوب کر دیا تھا تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو مکمّل یکسوئی حاصل ہو، چنانچہ آں

[1] سنن الدارمي، كتاب الرقائق، باب في المحافظة على الصوم، ح(٢٧٦٢)

حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا سے بالکل الگ تھلگ ہوکر غارِ حرا میں کئی کئی دن قیام فرماتے تھے۔[۱]

جب بندہ دنیوی کاروبار سے الگ ہوکر یکسوئی کے ساتھ خدا کی یاد میں مشغول رہے گا تو اسے اللہ تعالیٰ کا خاص تعلّق نصیب ہوگا، اب ظاہر ہے کہ اختلاط جتنا کم ہوگا یکسوئی اتنی ہی زیادہ نصیب ہوگی، اور یکسوئی جتنی زیادہ ہوگی روحانی ترقّی میں اتنا ہی اضافہ ہوگا، اعتکافِ رمضان کے مقاصد میں سے ایک مقصد یکسوئی بھی ہے، اور اس کے لئے ضروری ہے کہ ہم اختلاط اور ملنے جلنے سے خوب پرہیز کریں، شدید ضرورت کے بغیر ملنا جلنا اور بات چیت بالکل نہ ہو، بس ہم اپنے کام میں لگے رہیں۔

اعتکاف کی نیتیں

ہاں یہ بات ذہن میں رہے کہ اعتکاف کی سب سے اہم غرض اتبّاعِ سنّت ہے، نیت یہ کریں کہ ہمارے محبوب آقا جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان کے دس دن کا اعتکاف فرماتے تھے، اس لئے میں بھی اس سنّتِ مبارکہ کی اتبّاع میں اعتکاف کر رہا ہوں، میرے بھائیو! کسی بھی عمل میں اتبّاعِ سنّت سے بڑھ کر اور کوئی غرض نہیں ہوسکتی، ظاہر ہے کہ یکسوئی بھی اُسی وقت مفید ہوگی جب اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقے کے مطابق ہوگی، اس لئے اعتکاف کی سب سے پہلی اور اہم غرض اتبّاعِ سنّت ہے، اور چونکہ ایک عمل میں کئی نیتیں کی جاسکتی ہیں اس لئے اور نیتیں بھی کرلیں، آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوٰى[۲]

ہر آدمی کو اس کے ایک عمل پر اتنے اعمال کا اجر ملے گا جتنے کی اس نے نیت کی ہے۔

---

[۱] صحيح البخاري، كتاب بدء الوحي، ح(۳)

[۲] صحيح البخاري، كتاب بدء الوحي، باب كيف كان بدء الوحي إلى رسول الله صلّى الله عليه وسلّم، ح(۱)

اس لئے اتباعِ سنّت کی نیت کے بعد آگے اور بھی جتنی اچھی اچھی نیتیں کر سکتے ہیں کر لینی چاہئے، مثلاً علم حاصل کرنا، اصلاح کرانا، نیکوں کی صحبت اور یکسوئی وغیرہ، اعتکاف کی ایک اور اہم غرض شبِ قدر کا حصول بھی ہے، معتکف اگر گناہوں سے بچنے کا اہتمام کرلے گا تو اسے شبِ قدر کی فضیلت ضرور ملے گی، چاہے وہ اعتکاف کی دس راتیں سونے میں گزار دے، اس لئے کہ اعتکاف مستقل عبادت ہے اور سونے کی حالت میں بھی اس کا ثواب ملتا رہتا ہے، حضرت مولانا عبدالحیٔ لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا خصوصیت کے ساتھ اخیری عشرہ میں اعتکاف سے مقصد لیلۃ القدر کی فضیلت کو حاصل کرنا تھا۔[۱]

حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید کا واقعہ

عرض یہ کر رہا تھا کہ روحانی ترقّی کے لئے اور سلوک کی منزلیں طے کرنے کے لئے یکسوئی بھی بہت کارآمد اور ضروری ہے، فقیہ الاُمّت حضرت مفتی محمود الحسن صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سلسلے میں ایک واقعہ بیان فرمایا ہے، اسے عرض کر کے اپنی بات کو ختم کرتا ہوں، حضرت حاجی امداداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید مولانا صادق الیقین صاحب رحمۃ اللہ علیہ مکّہ مکرّمہ میں حضرت کی خدمت میں کئی برس رہے، مکّہ مکرّمہ کا قیام، حرم شریف کی نمازیں، طواف اور عمرہ اور دیگر عبادات، اور اپنے شیخ کی صحبت اور توجّہ، اللہ اکبر! برکات ہی برکات، مگر حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دن فرمایا کہ مولوی صاحب! آپ نے بابرکت جگہ میں آکر خوب محنت کی اور اس حقیر نے بھی جو کچھ ہو سکا کیا، مگر نفع بالکل نہیں ہوا۔ یعنی قلب کی صفائی حاصل نہیں ہوئی گو ثواب خوب ملا ہو، مکّہ مکرّمہ سے گنگوہ مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس چلے جاؤ۔ یہ گنگوہ آگئے، حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے احوال دریافت کرنے

---

[۱] الإنصاف في حكم الإعتكاف، ص: ۴۳

کے بعد فرمایا کہ آپ سب کچھ کرتے رہیں، لیکن حدیث پڑھانے کا کام بند کردیجئے اور اسی طرح مریض کے لئے نسخے بھی نہ لکھیں۔ ابھی تیس (۳۰) دن ہی گزرے تھے کہ ان کی تکمیل ہوگئی اور وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوگئے، اور حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں واپس مکّہ مکرّمہ بھیج دیا۔

حضرت مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد پر وہ عمل تو کرتے تھے، اپنے اوراد و اذکار کی پابندی بھی کرتے تھے، لیکن دھیان طلبہ اور مریضوں میں لگا رہتا تھا کہ ابھی جا کر سبق پڑھانا ہے، مریضوں کو دیکھنا ہے، یہ دھیان اُس یکسوئی کو حاصل نہیں ہونے دیتا تھا جس کی ضرورت تھی، لہٰذا حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے دونوں چیزوں سے روک دیا اور جب تکمیل ہوگئی تو پھر دونوں کی اجازت دے دی، اور حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے خود اس لئے یہ علاج تجویز نہیں فرمایا کہ ان کے ارشاد فرمانے پر شاید دل کے اندر اشکال باقی رہتا، اس واسطے کہ حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نہ حدیث پڑھاتے تھے اور نہ نسخے لکھتے تھے، حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ حدیث بھی پڑھاتے تھے اور نسخے بھی لکھتے تھے، وہاں آ کر یہ اشکال باقی نہیں رہا کیونکہ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ جب دونوں کام کرتے ہیں اور انہوں نے منع کیا تو اس میں کوئی مصلحت اور حکمت ہوگی۔[1]

اگر تو نے میرا مقدّر نہ بدلا

تو یکسوئی بہت ضروری ہے، گھر سے بھی رابطہ نہ رہے، نہ فون کے ذریعے بات چیت سے نہ message (ایس ایم ایس) سے، اور یہاں بھی کسی سے اختلاط نہ ہو، قلّتِ کلام اور

[1] مواعظِ فقیہ الاُمّت، قسط ۶، ص: ۶۶

قلّتِ اختلاط مع الانام کی پوری پابندی کے ساتھ مقصد کی طرف مکمّل توجّہ ہو، ان مذکورہ باتوں کو سامنے رکھ کر ہی نظام مرتّب کیا گیا ہے، اس کے مطابق چلو، اور گڑ گڑا کر عاجزی کے ساتھ ربِّ کریم سے خوب مانگو، اپنی حیثیت کے مطابق نہیں، بلکہ اس کی حیثیت کے مطابق۔

تیرے کرم سے اے کریم کون سی شئے ملی نہیں
جھولی ہی میری تنگ ہے تیرے یہاں کمی نہیں

سائل بن کر، محتاج بن کر اُس سخی داتا کے دروازے کو کھٹکھٹاؤ اور زبانِ قال اور زبانِ حال سے کہو کہ اے میرے کریم آقا! اِس در سے اُس وقت تک نہیں ہٹوں گا جب تک معافی کا اور اپنی رضا اور ولایت کا پروانہ نہ مل جائے۔

اگر تو نے میرا مقدّر نہ بدلا
بتا پھر یہ کامل نظر کس لئے ہے
اگر تیرے دیوانے یوں لوٹ جائیں
یہ در کس لئے ہے یہ گھر کس لئے ہے

اللہ تعالیٰ ہم سب کو خوب توفیق سے نوازیں، ان ایام کی برکت سے ہمیں اپنی معرفت و محبت عطا فرمائیں اور آخری سانس تک اپنی مرضیات پر چلا کر اولیاءِ صدّیقین کے ساتھ حشر فرمائیں۔ (آمین)

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ
وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ أَجْمَعِيْنَ

ماٰخذ ومراجع

شمار	کتاب	مصنف/مرتب	ناشر
۱	صحيح البخاري	الإمام البخاري	دار التأصيل، مصر
۲	سنن أبي داود	الإمام أبو داود السجستاني	مؤسسة الريّان، بيروت
۳	سنن ابن ماجه	الإمام ابن ماجه القزويني	دار التأصيل، مصر
۴	شعب الإيمان	الإمام البيهقي	دار الكتب العلمية، بيروت
۵	سنن الدارمي	الإمام الدارمي	دار التأصيل، مصر
۶	مصنّف ابن أبي شيبة	الإمام ابن أبي شيبة	دار قرطبة، بيروت
۷	الإنصاف في حكم الإعتكاف	العلّامة عبد الحي اللكنوي	دار البشائر الإسلامية، بيروت
۸	معارف الحدیث	حضرت مولانا منظور نعمانی	دار الاشاعت، کراچی
۹	مواعظِ فقیہ الاُمّت	حضرت مفتی محمود حسن گنگوہی	
۱۰	ملفوظاتِ شیخ الحدیث	حضرت ڈاکٹر اسماعیل میمن	مکتبہ لدھیانوی، کراچی

معتکف کی مثال

حضرت عطاء خراسانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ معتکف کی مثال اس آدمی کی طرح ہے جس کو کسی بادشاہ سے کوئی حاجت پیش آئی ہو، پس وہ اس کے در پر بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے کہ میں یہیں پڑا رہوں گا جب تک آپ میری ضرورت پوری نہ کریں۔ معتکف بھی اللہ تعالیٰ کے گھر میں بیٹھ جاتا ہے اور عاجزی کرتا ہے کہ میں اس در سے نہیں ٹلوں گا جب تک اللہ تعالیٰ میری مغفرت نہ فرمادیں۔

المبسوط للسرخسي: ۱۱۵/۳